نقشِ آغاز

شہید ناموسِ صحابہؓ
مولانا حق نواز جھنگویؒ

ناموسِ صحابہؓ کے منادی، مسلکِ اہلِ سُنّت والجماعت کے ترجمان، دینی اور ملی محاذ کے ممتاز رہنما، بہادر اور نڈر سپاہی، انجمن سپاہِ صحابہؓ کے بانی اور سرپرست حضرت مولانا حق نواز جھنگوی ملک اور بیرونِ ملک تیار ہونے والی ایک منظّم سازش اور سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت اسلام دشمن، بے رحم اور سفاک قاتلوں کے ہاتھوں ۲۳ فروری شبِ جمعہ کو جھنگ میں خلعتِ خونِ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

مولانا حق نواز جھنگویؒ کی شہادت صرف پاکستان کے مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے تمام اہل سنت والجماعت کے لیے ایک المناک اور شدید اندوہناک سانحہ ہے۔ مگر افسوس اور ماتم تو ان محرکات اور حالات کا ہے جو سیاسی بھی ہیں اور مذہبی بھی، ورنہ مولانا جھنگویؒ کی یہ قابلِ رشک شہادت اور مبارک انجام، آہ و حسرت اور شیون و ماتم کا نہیں بلکہ مردانِ حق اور قافلۂ دعوت و عزیمت کے لیے صد ہزار افتخار کا مقام ہے کہ وہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، سلف صالحین اور اکابرینِ اہلِ سُنّت کے طریقے پر عمل پیرا ہے۔

مولانا حق نواز شہیدؒ نے جہد و عمل، جہادِ عزیمت، ابتلاء و محن میں صبر و استقامت اور شجاعت و بہادری کے اسلامی اور تاریخی عمل کو دوام بخشا۔ مرحوم عَاشَ سَعِیْدًا وَّمَاتَ شَهِیْدًا کا مصداق بن گئے۔ ابھی وہ جوان تھے اور ان کی زندگی بہت مختصر رہی مگر قربانی کے روشن چراغ جلا کر دعوت و عزیمت کے سینکڑوں ابواب کو روشن اور تابدار بنا دیا۔

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد پورے عالمِ اسلام میں تخریب کاریاں بڑھ گئیں۔ حرمین شریفین میں دنگا فساد، ہلڑ بازی، قتل و غارت گری اور مقدس مقامات کی بے حرمتی کرائی گئی، لبنان میں شیعہ امل ملیشیا کے مظالم، مسلمانوں کو بھوکوں مارنا اور ایران کی زبردست پُشت پناہی، سلمان رُشدی کی رُسوائے زمانہ کتاب اور ایران کے ڈرامائی کردار اور بھیانک پس منظر میں ایرانی عزائم پوری دنیا پر عیاں ہو گئے۔

ایران بہادر کی شہ پر داخان ہنزہ، گلگت، چترال اور شمالی علاقہ جات پر مشتمل ایک عالمی سازش کے تحت اسماعیلی ریاست کی تشکیل اور ایک عجمی اسرائیل کے قیام کی منصوبہ بندی بھی تو اسی سلسلۂ مذمومہ کی پیش رفت ہے۔

پاکستان میں "تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ" کی اٹھان اور ملک بھر میں ایک خاص طبقہ کی نظام حکومت پر مکمل تسلط کی زیرِ زمین سرگرمیاں تیز تر کر دی گئیں۔ گذشتہ دورِ حکومت میں بلوچستان میں اعدائے صحابہ کے مظالم، معصوم اور بے گناہ بچیوں پر چیرہ دستیوں کے وحشیانہ مظاہرے اور سابقہ وزیرِ داخلہ کا اسے ایرانی تخریب کاروں کی کارستانی قرار دینا سب کے سامنے ہے۔ کچھ عرصہ قبل وفاقی حکومت کی سرپرستی اور بھرپور تعاون سے شیعہ راہنما عارف الحسینی کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں اعداءِ اسلام کے سیاسی عزائم کے ممکنہ فروغ اور سنیت کی بیداری اور سیاسی قوت کا اندازہ لگا یا گیا اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ اہلِ سنت میں وہ حقیقت باقی نہیں رہی جس کا انہیں پندار ہے ــــ اور جب گھر کا مالک اپنے گھر میں بھاری پتھروں کے پھینکے جانے سے بھی ڈاکوؤں اور لٹیروں کا تعاقب تو کجا خوابِ غفلت سے بھی بیدار نہیں ہوتا تو ان قزاقوں نے کھل کر سنی قیادت کو راستے سے ہٹانے اور رسوا کی وبربریت کے ساتھ علماءِ حق کو قتل کر دینے کی منصوبہ بندی بنالی۔ جس کی خبر مولانا حق نواز جھنگوی نے متعدد جلسوں میں اپنی شہادت سے قبل کر دی تھی، مگر امن کے محافظ اور اربابِ اختیار ٹس سے مس تک نہ ہوئے۔ بالآخر وہی ہوا جس کے لیے مولانا حق نواز جھنگوی بیتابی سے منتظر اور قطعی طور پر تیار بیٹھے تھے ؎

نشود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

مرحوم اپنی شہادت سے کچھ روز قبل دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، دارالعلوم کے مہمان خانہ میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات کی۔ اعدائے اسلام کی زیرِ زمین خطرناک اور مستقبل کے لحاظ سے بھیانک سرگرمیوں اور ان کے سدِ باب کے لیے ممکنہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر تبادلہ خیال کیا اور ۲۰ ؍ مارچ کو مینارِ پاکستان لاہور میں انجمن سپاہِ صحابہؓ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی مجوزہ "دفاعِ صحابہؓ کانفرنس" میں شرکت کی انہیں دعوت دی اور اس کے انعقاد کے سلسلے میں سرپرستی کی درخواست پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جماعتی سطح پر بھرپور تعاون کی یقین دہانی اور اسے اپنے مشن کی تکمیل کا اہم مرحلہ قرار دیا ــــ دارالعلوم کے مہمان خانہ میں قدرے آرام فرمانے کے بعد مولانا مدظلہ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا اور ان کے ارشاد پر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد میں طلبۂ دارالعلوم سے مفصل خطاب بھی فرمایا۔

اسلام کے اس شعلہ بیان خطیب کی قائدانہ صلاحیتیں ہر جگہ ممتاز اور نمایاں شکل میں ابھریں، عمر بھر کا مشغلہ شانِ صحابہؓ کا دفاع، باطل قوتوں اور شاتمینِ صحابہؓ کا تعاقب رہا ــــ ان کی شعلہ فشانی سے دل پگھل جاتے، ان کی پکار اور للکار سے سامعین اور مخاطبین میں غیرت و حمیت اور انقلاب و تحریک کے جذبات کی انگیخت ہوتی اور کچھ عجیب سا سماں بندھتا تھا ــــ حضرات صحابہ کرامؓ اور مسلکِ حقہ اہلِ سنت کے خلاف جو آواز بھی اٹھی، لٹریچر چھپا یا اشرار نے یورش کی تو مولانا حق نواز خرمنِ باطل پر ایک صاعقہ بن کر گرے۔ مرحوم تحصیلِ علم کی تکمیل سے شہادت تک منبر و محراب سے اہلِ رفض کے جواب میں صحابہ کرامؓ اور اہلِ سنت کی ترجمانی کرتے ہوئے ہر میدان میں شعلہ جوالہ بن کر

حق کی حفاظت کی خاطر جھکتے رہے۔ دفاعِ صحابہؓ کی چھاپ ان کی پوری زندگی پر حاوی رہی۔ میدانِ خطابت میں اپنی
قلندرانہ اور مجاہدانہ شان کے ساتھ پورے طمطراق اور جاہ و جلال سے اُترتے۔ اُن کی خطابت کا انداز منفرد اور شان
مجاہدانہ تھی۔ جرأت و بیباکی، دین کے اعلاء و اشاعت کے میدان میں جرأت مندانہ کردار اور آتشِ نمرود میں
بے خطر کُود پڑنے کا یہی جذبہ اُن کے قول و عمل اور تقریر و خطاب کا ہدف ہوا کرتا تھا جس میں بالآخر وہ کامیاب
ہوگئے اور اُمت کے لیے اخلاص، جوشِ عمل، دینی حمیّت، مقصد سے شغف، ولولہ، سوز، للّٰہیت، دفاعِ صحابہؓ،
عشقِ رسولؐ اور جانبازی و جاں سپاری کا کتنا پیارا، قابلِ رشک اور عزیمت سے معمور نمونہ چھوڑ گئے۔

مولانا حق نواز شہیدؒ اعداءِ صحابہ کے تعاقب میں کسی مداہنت، سیاست یا مصلحت بینی کے روادار نہ تھے، وہ
بلا خوفِ لومۃِ لائم ان کی سبائیت، فتنہ پردازی، ناپاک عزائم، دینِ اسلام کے خلاف سازشوں اور کفر و عدوان کو
ظاہر کرتے۔ مرحوم کو مروّجہ لادین سیاست میں بلند ترین مناصب اور خوش آئند سیاسی قیادت کی پیشکش کی گئی، جس
کے سامنے بڑے بڑے پیرانِ پارسا اور دعویدارانِ زہد و ورع بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ انہیں طمع و لالچ اور ڈراتے
دھمکاتے کے صدہا طریقوں سے آزمایا گیا، جب وہ کسی طرح بھی لادین مغربی سیاست کے چنگل میں نہ رہ سکے
تو انہیں تنہا چھوڑ دیا گیا، فرقہ واریت کا علمبردار کہا گیا، اغیار سے تو گلہ نہیں اپنوں نے بھی دھتکار دیا اور بدقسمتی
سے اب بھی بعض خالص مغربی طرزِ فکر کے مریض سیاسی راہنما مسلمانوں سے اپیل کر رہے ہیں کہ مولانا حق نوازؒ کی
شہادت کا سوگ اور احتجاج ختم کر دیا جائے کہ اس سے فرقہ واریت کو فروغ ملتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

الغرض مولانا حق نواز جھنگویؒ نے اپنی زندگی میں دفاعِ صحابہؓ اور اظہارِ حق کی خاطر اپنی سیاسی
وابستگیاں تج دیں، اپنے احباب کی ناراضگیاں مول لے لیں مگر حق و صداقت پر مبنی مؤقف سے سرِ مو نہ ہٹے۔

ستمبر ۱۹۸۹ء میں متحدہ علماء کونسل کے زیرِ اہتمام کوئٹہ کے جلسۂ عام میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر تشریف
لائے، مگر اس سے قبل انہوں نے اپنے سیاسی رفقاءِ کار کے تیور پڑھ لیے تھے، جلسہ میں گڑبڑ کر دی گئی لیکن اس کے
باوجود جلسہ بھرپور اور کامیاب رہا۔ مولانا حق نوازؒ نے بھی مفصل خطاب فرمایا اور مولانا سمیع الحق کے اہداف اور
عملی ترجیحات میں متحدہ علماء کونسل کی تشکیل اور سیاسی مؤقف کو سراہا اور اس سے وابستگی کو اپنا دینی فرض قرار دیا۔
مولانا مرحوم نے اس موقع پر دو ٹوک اعلان فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کو اپنی مذہبی ذمہ داری، دینی حیثیت اور
منشور کے پیشِ نظر متحدہ علماء کونسل کے ساتھ بھرپور تعاون اور اعدائے اسلام کی یلغار کے خلاف کھل کر کام کرنا
ہوگا۔ ایسے حالات میں کسی کا خاموش رہنا شیطان اخرس کے مترادف یا پھر اعدائے اسلام کی ایجنٹی کے بغیر کوئی
کوئی دوسری تاویل ممکن نہیں ـــــ اس کے اظہار میں مولانا مرحوم نے کسی بھی سیاسی دباؤ کو قبول نہیں کیا بلکہ جتنے
دبائے گئے اُتنی ہی شدت سے جذبۂ اظہارِ حق، مقامِ عزیمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی انگیخت بڑھتی گئی اور وہ

ایک مردِ غیور اور منادِ حق بن کر علماءِ حق کی لاج رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔

مولانا حق نواز کا مؤقف تھا جسے مولانا سمیع الحق مدظلہ کی بھرپور حمایت حاصل تھی کہ "ایران میں شیعہ کی اکثریت ہے اور سنّی اقلیت میں ہیں، اگر ایران میں سنّی اقلیت ایران کے اقتدار میں شریک نہیں ہو سکتی تو پھر ہم پاکستان میں جہاں سنّی مسلمانوں کی اکثریت ہے اور شیعہ اقلیت میں ہیں کسی طرح اقلیتی شیعہ گروہ کو کسی قاعدے اور انصاف سے وزیرِ اعظم کی حیثیت سے برداشت نہیں کر سکتے۔"

مولانا حق نواز جھنگوی جب زندہ تھے تو انہیں نہیں پہچانا گیا اور مولانا مرحوم کو بھی یہی شکایت رہی کہ سیاسی راہنماؤں کی مداہنت، بیرونِ ملک وابستگیاں، سفارتخانوں سے تعلقات، غیر ملکی دورے، ایران سے ہمدردیاں اور مغرب کی مروجہ لادین سیاست "سنّیت" کی عظمت، جمہور اہلِ سنّت کے حقوق کے تحفظ اور فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔
اعداءِ صحابہ تقیہ باز ہیں، ان سے کبھی بھی اسلام کی خیر خواہی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ وہ اس کا برملا اعلان کرتے اور اسی "جرم" کی پاداش میں انہیں یہ سزا دی گئی مگر حقیقت میں وہ ایسی راہ پر چلے گئے ہیں جہاں جنّت کی حوریں ان کے انتظار میں دیدہ و دل فرشِ راہ کیے بیٹھی ہیں۔ جب مقاصد بلند ہوں، نیّت خالص اور عزائم بے لوث ہوں تو ایسے لوگ کبھی نہیں مرتے بلکہ آخرت کی ابدی زندگی ان کا استقبال کرتی ہے۔

ایرانی گماشتوں اور اعدائے اسلام کے ایجنٹوں، بے رحم اور سفاک قاتلوں کے اس سفاکانہ اقدام، وحشیانہ جسارت، بزدلانہ حرکت اور مولانا حق نوازؒ کی مظلومانہ شہادت پر ملک بھر کے غیور مسلمانوں میں تشویش اور احتجاج کی لہر دوڑ گئی، پورا ملک ماتم کدہ بن گیا۔ احتجاجی جلسے ہوئے، کامیاب ہڑتالیں ہوئیں، عظیم جلوس نکالے گئے مگر کیا اس سے مولانا حق نوازؒ واپس آجائیں گے یا دو چار قاتلوں کی گرفتاری سے مرحوم کا حق ادا ہو جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں ؎

انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اٹھ گئے — ساقیا! محفل میں تو آتش بجام آیا تو کیا؟
تھا جنہیں ذوقِ تماشا وہ تو رخصت ہو گئے — لے کے اب تو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا؟

مرحوم تو خوش نصیب تھے، شہادت کا عظیم مقام پا گئے، ان کا حق اہلِ سنّت والجماعت کو محض ماتم و نوحہ، اخباری بیان، ہڑتالوں، جلوسوں، احتجاجی جلسوں اور قاتلوں کی گرفتاری سے نہیں بلکہ دینی حمیت، دفاعِ صحابہؓ، ردِّ روافض، عقل و شعور اور دینی حس کی بیداری، حقوقِ اہلسنّت کے تحفظ اور صورتحال کا عمیق جائزہ لینے اور مولانا شہیدؒ کے مشن کو آگے بڑھانے اور اس میں بھرپور کامیابی حاصل کرنے کی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل پر سوچنے سے ادا کرنا چاہیے۔ اگر خدا کی یہ زمین معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خون سے لالہ زار بنتی رہی، علماءِ حق کی عزت و آبرو اس طرح برسرِ عام لٹتی اور رسوا کی جاتی رہی تو اس ملک کا بھی خدا حافظ ہے اور خدا کے ہاں ظلم و تشدد سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ——— حق تعالیٰ مولانا حق نواز شہیدؒ کو مقربین اور شہداء صالحین کے مراتب عطا فرمائے اور پاکستان کے تمام اہلِ حق علماءِ دعوت و عزیمت کو ان کا بدل نصیب ہو۔ آمین

(عبدالقیوم حقانی)